5

ہمارے سامنے کوئی پروگرام ہونا چاہیے اور پھر اس کے مطابق عمل ہونا چاہیے

وقت نہایت قیمتی چیز ہے جو وقت کو استعمال کرے گا وہی جیتے گا اور جو ضائع کرے گا وہ ہار جائے گا

(فرمودہ 15 فروری 1952ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''میں نے گزشتہ جمعہ جماعت کے کارکنوں کو توجہ دلائی تھی کہ وہ اپنے صیغوں کے متعلق سال کے شروع میں ایک باقاعدہ پروگرام تیار کیا کریں اور پھر اُس پروگرام پر عمل کرنے کی کوشش کیا کریں۔ ورنہ ہماری ترقی کے امکانات نسبتاً کم ہو جاتے ہیں۔ میرے دوسرے خطبہ کے بعد بعض ناظروں نے اپنے اپنے محکموں کے نہایت مختصر سے پروگرام بنا کر میرے سامنے پیش کئے ہیں۔ میں انہیں پروگرام تو نہیں کہہ سکتا، نہ اُن میں کسی غور و فکر کا ثبوت ملتا ہے اور نہ عقل اور تدبیر کا کوئی شائبہ نظر آتا ہے لیکن بہرحال ناظروں نے لفظی فرمانبرداری کا نمونہ دکھایا ہے اور مختصراً جیسے کوئی کسی گھبراہٹ کے وقت کسی عزیز کا اعتراض دُور کرنے کے لئے جلدی سے خط لکھ دیتا ہے اِسی طرح انہوں نے پروگرام بنا کر پیش کر دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ہے ہمارا پروگرام۔

غرض وہ کچھ ملے تو ہیں۔ اگرچہ وہ بالکل تھوڑا ملے ہیں لیکن بہرحال ملے ضرور ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں تحریک جدید کے وکلاء کو اتنی بھی توفیق نہیں ملی کہ وہ بھی اتنا ہی پروگرام بنا کر پیش کر دیتے جتنا ناظروں نے پیش کیا ہے تا معلوم ہوتا کہ اُن کے دماغوں میں بھی اِسی قسم کی حرکت پیدا ہوئی ہے۔ یہ مرض اتنی بڑھتی جا رہی ہے کہ اگر ہم نے اسے جلدی دور نہ کیا تو یقیناً ہم اُن ترقیات کو حاصل نہیں کر سکیں گے یا یوں کہو کہ اُن ترقیات کو اپنے وقت میں حاصل نہیں کر سکیں گے جو ہماری پہنچ کے اندر نظر آتی ہیں اور جن کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا ہے یا جس کی قابلیتیں خدا تعالیٰ نے ہمارے اندر رکھی ہیں۔

درحقیقت ہمارے محکمے پوسٹ آفس سے بنے ہوئے ہیں۔ باہر سے خط آتا ہے کہ ہمارے لئے ایک مبلّغ بھیج دو۔ اگر مبلّغ پاس ہوتا ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں ہم مبلّغ بھیج رہے ہیں اور وہ فلاں وقت آپ کے پاس پہنچ جائے گا۔ یا اگر مبلّغ پاس نہیں ہوتا تو لکھ دیتے ہیں افسوس کہ کوئی مبلّغ فارغ نہیں۔ اگر آپ پھر یاد کرائیں گے تو ہم مبلّغ بھیج دیں گے۔ تو یہ ڈاکخانہ کا سا کام ہے۔ خود سارے ملک پر غور کرنا اور یہ دیکھنا کہ کہاں کہاں کس کس قسم کے خیالات رائج ہیں، کس جگہ ہم عمدگی سے تبلیغ کر سکتے ہیں، کس کس جگہ ہماری مخالفت زیادہ ہے اور اسے دور کرنے کے لئے کون سی عائلی، قومی، تبلیغی اور تربیتی خدمات کی ضرورت ہے اور کس طریق سے اس کا علاج کیا جا سکتا ہے، کون کون سے مضامین پبلک کے ذہنوں میں پھیل رہے ہیں جو ہمارے رستہ میں روک بن رہے ہیں جن کا علاج ہمیں سوچنا ہے۔ یا کون سے مضامین ہیں جو ہمارے مؤید ہیں اور اُن سے ہم نے فائدہ اٹھانا ہے۔ ان امور کی طرف ان کی کوئی توجہ نہیں۔ محض پوسٹ آفس کا کام ہے جو یہاں کیا جاتا ہے۔ باہر سے خط آیا کہ مبلغ بھیج دو۔ اگر مبلغ پاس ہوا تو لکھ دیا کہ ہم مبلغ بھیج رہے ہیں اور اگر مبلغ پاس نہ ہوا تو لکھ دیا کہ ہم مبلغ نہیں بھیج سکتے۔

بعض قسم کے ٹریکٹ بھی شائع ہوئے ہیں مگر چونکہ اُن کا کوئی اثر نظر نہیں آتا اِس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی اشاعت غلط طریق سے ہوتی ہے۔ پچھلے دنوں ایک ٹریکٹ شائع ہوا جو نہایت اعلیٰ تھا اور اُس نے پنجاب میں ایک تہلکہ مچا دینا تھا۔ لیکن مجھے کسی جماعت کی طرف سے بھی اطلاع نہیں آئی کہ وہ ٹریکٹ اُس کے پاس پہنچا ہے یا ٹریکٹ آیا ہے تو اُس کا کوئی اثر ہوا ہے

یا اس کی وجہ سے مخالفت شروع ہوگئی ہے۔اِس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ٹریکٹ اندر ہی رکھا ہوا ہے جماعتوں میں بھیجا نہیں گیا۔ یا کلرک نے ٹکٹ کھا لئے ہیں اور پیکٹ کہیں پھینک دیئے ہیں۔ یا اِس طرح بھیجا گیا ہے کہ جماعتوں میں کوئی احساس پیدا نہیں ہوا۔ ورنہ جماعت کے اندر یہ بیداری پائی جاتی ہے کہ کوئی تغیر ہوتا ہے تو کوئی نہ کوئی شخص مجھے لکھ دیتا ہے کہ اس کا اثر بُرا ہوا ہے یا نیک۔ اور اس طرح میں بیدار رہتا ہوں اور جماعت کے حالات کے متعلق مجھے خبر ملتی رہتی ہے۔ کسی جگہ بھی کوئی خرابی پیدا ہوگی تو کوئی نہ کوئی شخص مجھے ضرور لکھ دے گا۔ اگر اچھی باتیں ہوں گی تب بھی کوئی نہ کوئی شخص مجھے لکھ دے گا۔ پس اگر وہ ٹریکٹ (TRACT) باہر جاتا تو کوئی نہ کوئی شخص یہ اطلاع دیتا کہ ہمارے پاس فلاں ٹریکٹ پہنچا ہے اور اس سے ہم فائدہ اٹھا رہے ہیں یا ہم نے خود اسے دوبارہ شائع کیا ہے۔ ہر ایک جماعت میں کوئی نہ کوئی خدا کا بندہ ایسا موجود ہوتا ہے جو اس قسم کی باتوں سے مجھے اطلاع دے دیتا ہے اور مجھے جماعت کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا کوئی پلان (PLAN) نہیں ہے۔ جیسے جنگل میں بُوٹیاں آپ ہی آپ اُگ آتی ہیں۔ وہ کسی پلان کے ماتحت نہیں اُگتیں۔ کسی جگہ دیار کی ضرورت ہوتی ہے لیکن وہاں کیکر اُگ رہے ہوتے ہیں۔ کہیں کیکر کی ضرورت ہوتی ہے اور وہاں بیریں[1] اُگ رہی ہوتی ہیں۔ کہیں گلاب کی ضرورت ہوتی ہے اور وہاں چنبیلی اُگ رہی ہوتی ہے اور کہیں چنبیلی کی ضرورت ہوتی ہے اور وہاں گلاب اُگ رہا ہوتا ہے۔ وہی ہماری ترقی کی حالت ہے۔ لیکن جنگل کی ترقی باغ والی ترقی نہیں ہوتی۔ ترقی جنگل بھی کرتے ہیں، ترقی طوفان اور آندھیوں سے بھی ہوتی ہے، ترقی سیلاب سے بھی ہوتی ہے۔ سیلاب بھی کھیتیاں پیدا کرتے ہیں اور نہریں بھی کھیتیاں پیدا کرتی ہیں۔ لیکن سیلاب اور نہر کی کھیتیاں پیدا کرنے میں فرق ہے۔ سیلاب کی ترقی اتفاقی ہوتی ہے۔ کبھی وہ ایسی فصل میں ہوتی ہے جس کی ضرورت نہیں ہوتی اور کبھی فصل ایسی زمین میں اُگ آتی ہے جو اچھی نہیں ہوتی۔ لیکن نہر ایک پروگرام اور قانون کے ماتحت ہوتی ہے۔ جس فصل کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے وہ اسے زیادہ پانی دیتی ہے اور جس زمین میں فصل زیادہ ہوتی ہے نہر وہاں زیادہ پانی دیتی ہے۔

پس ہمیں محض ترقی سے خوش نہیں ہونا چاہیے۔ ترقی سیلابوں اور طوفانوں سے بھی ہوتی ہے۔

لیکن سیلاب یا طوفان جب آتا ہے تو وہ اپنے گھر اور دشمن کے گھر دونوں کو اڑا دیتا ہے۔ پس جو کام بے اصولے اور بے ارادے کے ہوتے ہیں اُن کے نتیجہ میں خواہ ترقی بھی ہو وہ مفید نہیں ہوسکتی۔ مثلاً ہمارا ملک اَب آزاد ہے اور اپنی آزادی کی وجہ سے دیگر مسلم ممالک سے گٹھ جوڑ اور اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کررہا ہے۔ اس سے بڑے بڑے فائدے اٹھائے جاسکتے ہیں۔ ہمارا آدمی اگر انڈونیشیا جائے، شام جائے، یا ایران، لبنان، عراق، سعودی عرب، مصر، مراکو یا تیونس جائے تو اُس پر کتنا وقت خرچ آتا ہے اور اُس پر کتنی رقم خرچ آتی ہے لیکن اب اگر ایک مؤتمر ہوتا ہے تو وہاں 25 ممالک کے نمائندے آجاتے ہیں اور ہمارا آدمی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ لیکن چونکہ پروگرام بنایا نہیں جاتا اِس لئے تین مؤتمر2 ہوئیں لیکن ہمارے محکموں کو اُن کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا قطعی احساس نہیں ہوا۔ پچھلے سال میں نے حکم دیا۔ بسا اوقات مصلحتاً میں چُپ رہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ کام ہوجائے لیکن میں اس میں دخل نہیں دیتا کیونکہ دخل دینے سے اُتنا فائدہ نہیں ہوتا جتنا ذہنیت کے بدلنے سے ہوتا ہے۔ اور اگر میں ہر جگہ بولوں تو ذہنیت پَست ہوجائے گی۔ اگر تم الارم سے جاگنے کے عادی ہوگے تو بغیر الارم کے تمہاری آنکھیں نہیں کھلیں گی۔ اس لئے میں چُپ رہتا ہوں اور جب وقت گزر جاتا ہے تو پوچھتا ہوں۔ گزشتہ مؤتمر کے موقع پر میں نے وہاں جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ دو افسر سید ولی اللہ شاہ صاحب اور چودھری مشتاق احمد صاحب باجوہ وہاں گئے۔ ان کو واپس آئے ہوئے 9 ماہ ہوچکے ہیں لیکن انہوں نے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں کی جو اُن کے فرض کے مطابق ہوتی۔ جماعت کا ایک ہزار روپیہ خرچ ہوگیا لیکن انہوں نے نہ کوئی کام کی رپورٹ دی نہ کوئی پروگرام بنا اور نہ اس سے فائدہ اٹھایا گیا۔ اب مذہبی علماء کی کانفرس کراچی میں منعقد ہورہی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ علماء ہمارے مخالف ہیں لیکن ان میں سے بھی ایک طبقہ شریف ہوتا ہے، ان میں سے بھی بعض دیانتدار اور عقلمند ہوتے ہیں، ان میں سے بھی بعض خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والے ہوتے ہیں۔ اِس وقت 25 ممالک یا جماعتوں سے علماء آئے ہوئے ہیں۔ اگر ہمارا وفد وہاں گیا ہوتا اُنہیں ملتا اور تبلیغ کرتا تو اِس موقع سے فائدہ اٹھایا جاسکتا تھا۔ انہوں نے تبلیغ کا بھی پروگرام بنایا ہوا ہے اور احمدیوں کے سوا کون ہے جو اُنہیں اِس بارہ میں ہدایت دے سکتا ہے۔ کتنا اچھا موقع تھا کہ اُن پر جتا دیا جاتا کہ تمہارا اصل کام ہماری مدد کے سوا نہیں ہوسکتا۔ لیکن ہمارے کارکنوں کے کانوں پر

جوں بھی نہیں رینگی ۔ نہ اِس موقع پر صدر انجمن احمدیہ نے کوئی پروگرام بنایا ہے اور نہ تحریک جدید نے کوئی پروگرام بنایا ہے اور نہ اِن دونوں نے وہاں اپنا نمائندہ بھیجا ہے ۔ایک ماہ سے میں اخبارات میں پڑھ رہا ہوں کہ فلاں فلاں تاریخوں میں علماء کی میٹنگ ہو رہی ہے اور میرے دل میں گُدگُدیاں اٹھ رہی تھیں کہ اِس موقع سے فائدہ اٹھایا جائے لیکن میں چُپ تھا اور دیکھ رہا تھا کہ اتنا شاندار موقع ہے ہمارے کارکن اِس سے کیا فائدہ اٹھاتے ہیں۔آج اِس کانفرس کا افتتاح ہو رہا ہے اور وکالتِ تبشیر یا نظارت دعوۃ وتبلیغ نے اِس عظیم الشان موقع کو ضائع کر دیا ہے۔اب اگلے سال میٹنگ ہو تو ہو اور مؤتمر کا تجربہ تو یہ بتاتا ہے کہ ایک ہزار روپیہ خرچ کر کے ہمارے دو نمائندے وہاں گئے لیکن پھر بھی وہ کوئی پروگرام نہ بنا سکے اور اس موقع کو ضائع کر دیا۔ میں تفصیل نہیں بتاتا۔ بعض دفتری باتیں ہوتی ہیں جنہیں میں ظاہر نہیں کرسکتا۔اب میں اِس سوچ میں ہوں کہ اس سُستی کو کس طرح دور کروں ۔اور خطبہ جمعہ میں یہ بات اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ شوریٰ کے موقع پر میں یہ بات جماعت کے نمائندوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں ۔اُس موقع پر ربوہ کے نمائندے بھی ہوں گے ۔اِسی طرح کراچی، لاہور، راولپنڈی، پشاور اور دوسری جگہوں کے نمائندے بھی ہوں گے اُن کے سامنے یہ سوال رکھا جائے گا۔

دنیا میں بیداری پیدا کرنے کے کئی ذرائع میں سے ایک ذریعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اخبارات میں کارکنوں پر لے دے کی جاتی ہے اور جماعت میں اُنہیں ذلیل کر کے رکھ دیا جاتا ہے۔لیکن ہم نے ایسا کرنے سے روکا ہوا ہے اور ہدایت کی ہوئی ہے کہ جماعتوں کو چاہیے کہ وہ مرکزی کارکنوں کی مدد کریں ۔اور مدد کرنے کا جو نتیجہ نکلا ہے اُسے دیکھ کر یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ یہ نتیجہ اس بات سے زیادہ خطرناک تو نہیں کہ کارکنوں پر لے دے کی جاتی اور وہ ہوشیار ہو جاتے ۔ پھر بیداری پیدا کرنے کی ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ کارکنوں پر کمیشن بٹھائے جاتے ہیں، اُن پر جرح کی جاتی ہے اور اگر اُن کا جُرم ثابت ہو جاتا ہے تو انہیں نکال دیا جاتا ہے ۔اِس طریق پر بھی ہمیں غور کرنا چاہیے ۔اِسی طرح اَور بھی کئی طریق ہیں جو دنیا میں رائج ہیں ۔ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ ان طریقوں میں سے کون سا طریق ہے کہ اگر اسے اختیار کیا جائے تو کارکنوں میں بیداری پیدا ہو جائے اور وہ اپنی ذمہ داری سمجھیں۔

اِس وقت تو وہ پوسٹ ماسٹر بنے ہوئے ہیں ۔مثلاً ناظر دعوت وتبلیغ کے یہ معنی ہیں کہ دنیا کی

تبلیغ اس کی حرکت سے ملے لیکن ہوتا یہ ہے کہ جماعتوں کی حرکت سے وہ حرکت کرتا ہے۔ وکیل التبشیر کے یہ معنی تھے کہ اس نے دنیا کی تبلیغ پر اِس طرح قبضہ کر لیا ہوتا کہ غیر احمدی مسلمان تو ایک طرف رہے ہندوؤں اور عیسائیوں کی تبلیغ بھی اس کے ماتحت ہو جاتی۔ ایک جرنیل جب لڑائی کے لئے جاتا ہے تو اگر وہ ہوشیار جرنیل ہوتا ہے تو وہ اس طرح حرکت کرتا ہے کہ دشمن کی فوج اُس کے پیچھے پیچھے چلتی ہے۔ اور اچھے جرنیل کی علامت یہ ہوتی ہے کہ دشمن کی فوج اُس کے پیچھے پیچھے چلے۔ تبلیغ کا بھی یہی اصول ہے کہ جہاں ہم تبلیغ کریں دشمن وہاں جائے۔ یہ نہیں کہ جہاں دشمن گند پھیلائے وہاں ہم جائیں۔

جب ہم نے ملکانہ میں تبلیغ شروع کی میں نے صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز اور چودھری فتح محمد صاحب سیال کو ایک وقت میں یا مختلف اوقات میں وہاں بھیجا کہ وہ اندازہ لگا کر بتائیں کہ آخر اتنا شور کیوں ہے۔ مسلمان کہلا کر انہیں اسلام کا لحاظ تو ہونا چاہیے تھا پھر یکدم کیوں ایسا ہوا کہ وہ مرتد ہونے لگ گئے ہیں۔ ان لوگوں نے وہاں جا کر حالات کا جائزہ لیا اور رپورٹ پیش کی۔ ہم نے اس سے پہلے وہاں مبلغ نہیں بھیجے تھے۔ انہوں نے وہاں جا کر جائزہ لیا اور جو رپورٹ پیش کی وہ نہایت اعلیٰ درجہ کی تھی اور ہماری بعد کی ساری کامیابی اس کا نتیجہ تھی۔ 70 یا 100 مبلغ ہم نے بھیجا تھا۔ اگر اُن کی جگہ ہم 700 مبلغ بھی بھیج دیتے تو وہ نتائج پیدا نہ ہوتے جو پیدا ہوئے۔ ہماری تبلیغ کے نتیجہ میں آریوں کو لوہے کے چنے چبانے پڑے اور گاندھی جی کو ''مرن برت'' 3 رکھنا پڑا۔ اور یہ محض اُس سکیم کا نتیجہ تھا جو اِن دونوں افسروں نے پیش کی۔ یہ لوگ وہاں گئے اور حالات کا جائزہ لے کر انہوں نے یہ رپورٹ پیش کی کہ دراصل بات یہ ہے کہ یہاں جو بڑا گاؤں ہوتا ہے وہ حاکم ہوتا ہے اردگرد کے چھوٹے دیہات پر۔ جدھر بڑے گاؤں والے چل پڑتے ہیں اُدھر ہی دوسرے دیہات والے چلتے ہیں۔ چنانچہ ہندوؤں نے پانچ سات گاؤں تجویز کر کے وہاں آدمی بٹھا دیئے ہیں۔ ان کا نام انہوں نے مبلّغ نہیں رکھا۔ تاجر کے طور پر وہ وہاں گئے اور وہاں جا کر جو غریب لوگ تھے اُنہیں روپیہ قرض دینا شروع کیا۔ اور جو بہت زیادہ محتاج دیکھے اُنہیں یہ تحریک کر دی کہ تمہیں مسلمانوں نے کیا فائدہ پہنچایا ہے اگر تم ہندو ہوتے تو ہم تمہاری مالی مدد کرتے۔ اِس طرح جو لوگ اُن کے مطلب کے نکل آئے اُنہیں ہندو ظاہر نہ ہونے دیا بلکہ اُنہیں ہدایت دی کہ وہ مسلمان رہ کر اندر ہی اندر تحریک کریں۔ اِس طرح انہوں نے پانچ سات جگہوں پر کارروائی شروع کی۔ جہاں وہ دس بارہ آدمی قابو میں لے آتے وہاں بڑے بڑے

ہندو لیڈر جاتے، جلسے کرتے، دعوتیں کرتے، اور اُن میں اعلان کرتے کہ یہ لوگ شُدھ ہو رہے ہیں۔ ان لوگوں نے بڑے بڑے لیڈر دیکھے نہیں ہوتے تھے۔ جب وہ وہاں آتے اُنہیں گلے لگاتے اور ہار پہناتے۔ تو ایک رَوسی چل جاتی اور اس طرح پچاس یا ساٹھ آدمی اَور آجاتے۔ پھر یہ پروپیگنڈا کیا جاتا کہ اب تم رشتہ داریاں کہاں کرو گے؟ یہ تو آریہ برادری تم کو رشتے نہیں دے گی تو کچھ لوگ اَور آجاتے۔ اِس طرح آریوں کو کامیابی ہو رہی تھی اور مسلمانوں کی ناکامی کی یہ وجہ بتائی کہ جہاں شور پڑ جاتا ہے وہاں علماء پہنچ کر مسئلے بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ مسئلے اُن پر کیا اثر کر سکتے ہیں جب کہ روپیہ اُن کی جیب میں پڑا ہو۔ 60، 70 لیڈر وہاں گئے ہوتے ہیں۔ پھر ضلع کے وکیل وہاں آجاتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں کہ ہم تمہارے مقدمات کی مفت پیروی کریں گے۔ اِس وجہ سے وہ مسلمانوں کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ پھر انہوں نے بتایا کہ یہ مولوی جب وہاں پہنچ جاتے ہیں تو بجائے اِس کے کہ ملکانوں کو کوئی آرام ملے اُنہیں پیغام ملتا ہے کہ فلاں چیز پکاؤ، فلاں چیز لاؤ، گویا اُن کی روٹی کی چٹی بھی انہیں پڑ جاتی ہے اور ادھر آریوں کے ذریعہ ان کی جیبیں بھرتی ہیں۔

پس اِن دونوں افسروں نے رپورٹ یہ کی کہ جو لوگ وہاں تبلیغ کرنے جائیں ملکانوں میں سے اگر کوئی ان کی منت بھی کرے کہ میرے ہاں روٹی کھاؤ تو وہ روٹی نہ کھائیں۔ اور دوسرے جن جگہوں پر شدھی ہو رہی ہے اُنہیں چھوڑ دیا جائے اور اُن کے گرد چند میلوں کے فاصلے پر نئے مراکز بنا کر تبلیغ کی جائے۔ اِس طرح اب تو مسلمان آریوں کے پیچھے پیچھے بھاگ رہے ہیں پھر آریہ ہمارے پیچھے پیچھے بھاگتے آئیں گے اور ہم جیت جائیں گے کیونکہ ہمارا اثر پہلے سے شروع ہوگا۔ چنانچہ اِس تجویز کے مطابق عمل کیا گیا اور وہ لوگ جو اس علاقہ میں تبلیغ کے لئے جاتے اُن سے یہ معاہدہ لیا جاتا کہ تمہاری خواہ کوئی منّتیں کرے تم نے کسی کے گھر سے روٹی نہیں کھانی۔ مسلمان چونکہ بالعموم مہمان نواز ہوتے ہیں اس لئے ملکانے کہتے بھی کہ مولوی صاحب چلو ہمارے ہاں کھانا کھاؤ تو وہ کہتے نہیں نہیں ہم تو خدمت کرنے آئے ہیں، خدمت کرانے نہیں آئے۔ اور اگر کھانے کا وقت ہوتا تو وہ ملکانوں سے کہتے تم یہاں بیٹھ جاؤ اور ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ جو مبلّغ آسودہ حال ہوتے وہ روزانہ تین تین چار چار آدمیوں کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے۔ اِس طرح تمام علاقہ میں یہ مشہور ہو گیا کہ قادیانی مبلغ عجیب ہیں ہم پر بوجھ بننے کی بجائے ہمیں خود کھانا کھلاتے ہیں۔ پھر مولوی لوگ آریوں کے پیچھے پیچھے بھاگتے تھے لیکن جو

آریہ ہوگیا وہ بآسانی واپس کیسے آسکتا ہے۔ لیکن ہمارے آدمی نئی جگہوں پر جاتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ آریہ لوگ ہمارے پیچھے پیچھے بھاگنے شروع ہوئے۔ پہلے جہاں آریہ جاتے تھے مولوی وہاں جاتے تھے لیکن چونکہ آریہ پہلے جاتے تھے اِس لئے وہ گاؤں پر قبضہ کر لیتے تھے۔ لیکن جب اِس سکیم پر عمل کیا گیا تو یہ ہوا کہ جب ہم ایک گاؤں پر قبضہ جما لیتے اور اُس کے رہنے والوں کو اسلام پر پختہ کر لیتے تو پھر آریہ جاتے اور اِس طرح وہ اپنی کوششوں میں ناکام رہتے۔ غرض اُس وقت اِن دونوں افسروں نے جو سکیم بتائی۔ اُس پر عمل کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ سارے ہندوستان نے یہ تسلیم کر لیا کہ احمدیت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اِس وقت بھی ہماری نظارت نے یہ اصول بنایا ہوا ہے کہ جہاں مخالف مولوی جاتے ہیں وہاں ہم جاتے ہیں حالانکہ ہونا یہ چاہیے کہ بجائے اِس کے کہ مولوی گند پھیلا جائیں تو ہم جائیں ہم پہلے جا کر وعظ کریں اور پھر مخالف مولوی وہاں جائیں۔ اِس طرح ہم جیتیں گے اور وہ ہاریں گے محض پوسٹ آفس بننے سے کام نہیں چل سکتا۔ ہمارے سامنے کوئی پلان ہونی چاہیے، کوئی پروگرام ہونا چاہیے پھر اُس کے مطابق عمل ہونا چاہیے۔

پس میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ آئندہ شوریٰ میں یہ سوال رکھا جائے گا وہ اِس پر غور کر کے آئیں۔ اِس سُستی کو زیادہ دیر تک برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ یا تو کارکنوں پر اخبارات میں کھلے طور پر تنقید کی جائے اور یا پھر کمیشن بٹھا کر انہیں سزائیں دی جائیں اور یہ دیکھا جائے کہ کیا تمام ممکن ذرائع انہوں نے استعمال کر لئے ہیں؟ نہیں تو ان کی موجودہ سُستی جماعت سے غداری ہے۔ میں ربوہ والوں کو بھی بتا دیتا ہوں کہ ان کے نمائندے بھی اِس بات پر غور کر لیں۔ اِسی طرح دوسری جماعتوں کو بھی یہ ہدایت دیتا ہوں کہ وہ شوریٰ پر جو نمائندے بھیجیں وہ اِس بات پر غور کر کے آئیں۔ کیونکہ وقت قیمتی ہوتا ہے۔ جس نے وقت کو استعمال کیا وہ جیتا اور جس نے وقت ضائع کیا وہ ہارا۔" (الفضل 23 فروری 1952ء)

1: بیریں: بیری کا درخت (فیروز اللغات اردو جامع مطبوعہ فیروز سنز لاہور)

2: مؤتمر:۔ مجلس، مشورہ، کانفرنس (فیروز اللغات اردو جامع مطبوعہ فیروز سنز لاہور)

3: مرن برت:۔ وہ فاقہ جسے کرتے کرتے انسان مر جائے۔ (فیروز اللغات اردو جامع مطبوعہ فیروز سنز لاہور)